﴿بحوالہ: الکامل للمبرد؛ ج۲ص ۴۵۷﴾

ماہانہ مجلس ذکرو اصلاحی بیان

26 مئی 2016ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

ابن امیرِ شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے

الداعی　سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061-4511961

خطاب: امام اہلِ سنت سید ابو معاویہ ابوذر حسنی بخاری رحمہ اللہ　　　　　　　　　　قسط نمبر ۱

## سیرت و سوانح، امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد

# سیدنا معاویہ سلام اللہ و رضوانہ علیہ

جمعۃ المبارک، ۲۳ / رجب ۱۳۹۸ھ / ۳۰ / جون ۱۹۷۸ء

خطبۂ مسنونہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِیْ الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ وَ نَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَ لَا رَسُوْلَ بَعْدَہٗ وَ لَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْراً کَثِیْرا. اَمَّا بَعْدُ!

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْھُمْ مَّوَدَّۃً وَاللّٰہُ قَدِیْرٌ وَّاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (الممتحنۃ:۷)

ترجمہ: یہ معاملہ بہت نزدیک آ لگا ہے کہ اللہ تمھارے اور اُن لوگوں کے درمیان جن سے تم دشمنی کرتے رہے ہو، دلی محبت ڈال دیں اور اللہ ہر چیز پر قابو یافتہ ہیں اور اللہ بہت پردہ پوش اور مہربان ہیں۔

## اس دھرتی پر پہلا یومِ معاویہ:

بزرگو اور دوستو! یہ نہ کوئی جلسہ ہے اور نہ کوئی باضابطہ اجتماع ہے۔ بلکہ ایک عزیز کی معصوم تمنا و آرزو اور بہت نیکی کے جذبے سے بھری ہوئی ایک پُرخلوص کوشش ہے جس کی خاطر بہت کچھ سوچ کر میں بیماری کے باوجود چلا آیا ہوں۔ میں آج بارہ روز کے بعد گھر سے باہر نکلا ہوں۔ طبیعت میری ایسی رہی ہے کہ اکثر نماز یں بیٹھ کر پڑھتا رہا۔ صرف یہ سوچ کر آ گیا ہوں کہ ملک میں یہ کام تو میں نے ہی شروع کیا تھا۔ اگر دعویٰ کروں تو غلط نہیں، تعلّی اور تکبر بھی نہیں کہ اس ملک میں سب سے پہلی مرتبہ رجب ۱۳۸۱ھ، ستمبر ۱۹۶۱ء میں سب سے پہلا وہ شخص میں ہوں جس نے ’’یومِ معاویہ‘‘ منانے کی داغ بیل ڈالی۔ ملتان میں پابندیاں قبول کیں، جیل جانا قبول کیا، لاکھوں گالیاں کھائیں، ساتھیوں کو پٹوایا، گھروں پر گولیوں کی بارش ہوئی، آگ لگائی گئی، دس بارہ چوریاں ہوئیں، قاتلانہ حملے ہوئے، بائیکاٹ ہوا۔ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا تو میں نے یہ سوچا کہ ایک عزیز نے قربانی دی ہے، برسوں کے بعد اس نے ایک نیک جذبہ کے ساتھ اس کام کو بڑی پُرخلوص محفل کی شکل میں منعقد کرنا چاہا ہے، بھرے پُرے جلسوں میں چلے جانا، بڑی کانفرنسوں میں شریک ہو جانا تو ہر ایک کر سکتا ہے مزہ تو تب ہے کہ دو آدمی بھی اس کام کے لیے جمع ہوں اور آدمی خلوص سے وہاں پہنچے۔ ایمان کا امتحان اس میں ہے۔ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ صرف اس لیے آیا کہ یہ شخص یہ نہ کہے کہ ’’آگے پیچھے تو ڈھنڈورا پیٹتا ہے اور جب وقت آیا کام کا تو گھر سے باہر نہیں نکلا۔‘‘ مجھے بیٹھے بیٹھے احساس ہوا کہ گھر سے نکل کر جب میدان میں چند قدم گیا ہوں تو دل ڈوبتا تھا۔ پتا نہیں کوئی اِس کی دعا لگی ہے، آپ لوگوں کی دعا ہے، پھر لاری میں بیٹھ گیا، یہاں آیا، تو وہ حالت نہیں تھی، طبیعت بحال تھی۔ اس کو آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کرامت کہہ لیں، ان بھائیوں کی دعا کہہ لیں یا ان کے پُرخُلوص جذبہ کی تاثیر۔

## ذِکرِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مسلمانوں کی مجرمانہ غفلت:

ہمارے بعض ’’اہل السنّت والجماعت‘‘ کہلانے والوں کے دل و دماغ کا یہ حال ہے کہ اُن کو اپنے بڑوں، بزرگوں کا علم نہیں، وہ نہیں جانتے کہ ہمارا دوست کون ہے؟ ہمارا دشمن کون ہے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کی روشنی میں مسلمان خود جائزہ لے لیں، آپ خود بیٹھ کر غور کریں تو آپ کو محسوس ہوگا جیسے یہ آپ نئی باتیں سن رہے ہیں، ایک نئے آدمی کا تعارف حاصل کر رہے ہیں۔ ہم جانتے ہی نہیں وہ کون ہے؟ جہاں محفل میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا، لوگوں کی آنکھیں چھت کی طرف لگ جاتی ہیں کہ یہ کیا ہے؟ کون آدمی تھا؟ یہودی وسبائی پروپیگنڈے کی یلغار اتنی زبردست ہے کہ مسلمانوں کو اپنے ہیروز، اپنے رہنماؤں اور

اپنے اکابر کا علم نہیں۔ ان کو ''کرشن''، ''رام چندر''، ''گورونانک'' اور یہودیوں کے پیشواؤں کا علم ہے، ماؤزے تنگ، لینن، سٹالن، ابراہام لنکن کو وہ جانتے ہیں، جارج واشنگٹن، چرچل، چمبرلین، مارکس اور اینگلز کو جانتے ہیں۔ نہیں جانتے تو ''امیر معاویہ'' کو نہیں جانتے۔ آپ اندازہ کریں کہ شراب پینے والے، بغیر ختنہ کے ساری زندگی گزارنے والے، زنا کی نجاست ہر وقت جن کے لباس سے ٹپکتی ہو، اُن حرامیوں کو تو ہم جانتے ہیں لیکن جن کے دم قدم سے اسلام کی بہار دنیا میں آئی، اُن سے ہم واقف نہیں۔ کفر اور شرک کے مجسّمے، دہریت اور ارتداد کے جو مجسم تابوت ہیں، اُن بدمعاشوں سے تو ہم آشنا ہیں، ہمارے بچوں، بڑوں کے گھروں میں اُن کا لٹریچر موجود ہے۔ ایک نہیں ہے تو ہمیں اپنے بڑوں کا علم نہیں ہے کہ ہمارے بزرگ کون تھے؟ یہ پروپیگنڈے کا اثر ہے اس کا علاج بجز اس کے کچھ نہیں کہ آپ چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظرانداز کر کے اس بات کو آگے چلائیں، گھروں میں محفلیں منعقد کریں، جیسے آج یہ منعقد ہوئی ہے۔ میری تمنا ہے کہ اب یہ سلسلہ رکنا نہیں چاہیے۔ آگے بڑھنا چاہیے۔

## ذکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ عبادت ہے:

آپ اس کو عبادت سمجھیں۔ اپنے بزرگوں کو یاد کرنا کوئی بدعت نہیں ہے۔ قرآن پڑھ کے بخش دینا یہ بدعت ہے؟ غریبوں کو کھانا کھلا دینا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کو یاد کرنا، یہ اگر بدعت ہے تو پھر معاذ اللہ سارا دین بدعت ہے۔ بدعت یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے ایک نیا مسئلہ بنائیں اور کہیں کہ ''اگر اس کو نہیں کرو گے تو گناہ ہوگا، کرو گے تو ثواب ہوگا۔ یہ بدعت ہے۔ جو چیز اوپر سے چلی آتی ہو وہ کوئی بدعت نہیں۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان و علی، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کا نام لینا یہ بدعت ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرنا معاذ اللہ سب سے بڑی بدعت ہے۔ جس کو بیان کرنے میں دیوبندی، بریلوی سب لگے ہوئے ہیں۔ میں کہتا کہ نہ وہ بدعت ہے نہ یہ بدعت ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت بیان کرنا عبادت ہے۔

## کافر کو مسلمان اور مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے:

آج اگر کوئی شخص چودہ سو برس کے بعد یہ کہے کہ ابوجہل مسلمان تھا۔ یہ کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اللہ پاک نے چودہ سو برس پہلے فرما دیا:

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ. (البقرہ: ٦)

بلاشک وہ لوگ جنھوں نے حق کا انکار کیا اُن کے لیے ایک جیسی بات ہے چاہے آپ اُن کو عذاب سے ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ اب ایمان نہیں لائیں گے۔

اور یہ بات متفقہ ہے کہ یہ آیت ابوجہل اور اس کی پارٹی کے متعلق نازل ہوئی تو اللہ کو جھوٹا کہنا کفر ہے۔ جس

نے ابوجہل کو مسلمان کہا، گویا اس نے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو جھوٹا کہا۔ اسی طرح عبداللہ بن اُبی منافق گزرا ہے۔ آج اگر چودہ سو برس کے بعد کوئی شخص کہے کہ عبداللہ بن اُبی بڑا پکا مسلمان تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا جنازہ پڑھا، اپنا کرتہ مبارک اُتار کر اس کو کفن میں ڈال دیا۔ اپنا پاک لعاب اُس کے جسم پر لگایا۔ یہ تو پیغمبر نے اپنی مہربانی دکھائی چونکہ ابھی وحی نہیں آئی تھیں کہ کیا سلوک کرنا ہے منافقوں سے، پیغمبر نے روحانی باپ ہونے کی وجہ سے جو شفقت وہ کر سکتے تھے وہ کر کے دکھائی کہ میں تو یہاں تک بھی کرنے کو تیار ہوں، بخشنا نہ بخشنا اللہ کا کام ہے۔ اُدھر سے جواب آ گیا میں نہیں بخشوں گا۔ یہ تمھارے دشمن، تمھارے دین کے دشمن، تمھارے دوستوں کے دشمن، میری کتاب کے دشمن، تمھارے کیسے دوست ہو سکتے ہیں؟ باقی جو آپ نے کر دیا آئندہ نہیں کرنا۔ دسویں پارے میں حکم آ گیا، آئندہ نہ جنازہ پڑھنا، نہ اِن کی قبر کے پاس کھڑے ہونا۔ لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اگر کوئی منافق مرجائے تو جنازہ پڑھنا تو دور کی بات ہے۔ اے نبی اب اُن کی قبر کے پاس بھی کھڑے نہ ہونا۔ اُن کے متعلق میں نے فیصلہ کر دیا ہے:

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فَاسِقُوْنَ. (التوبہ:۸۴)

بلا شک ان منافقین نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے اور وہ مرگئے حالانکہ وہ اللہ کے نافرمان تھے۔

یہ اندر سے پکے کافر ہیں۔ منافق اس لیے ان کو کہا جاتا ہے کہ ان کے دل میں سوراخ ہے۔ ایمان ٹکتا نہیں اِدھر سے جاتا ہے اُدھر سے نکل جاتا ہے۔ منافقت کہتے ہیں دوغلے پن کو کہ آدمی دو طرف چلے۔ اِدھر بھی اُدھر بھی۔ عربی میں ایک لفظ ہے نافِقاء۔ نافِقاء کہتے ہیں سرنگ کو، سوراخ کو، جو دونوں طرف سے نکلتا ہے۔ تو منافق کو منافق اس لیے کہتے ہیں کہ اُس کے دل میں اِدھر سے ایمان جا رہا ہے، اُدھر سے کفر آ رہا ہے۔ اُدھر سے کفر آیا تو اِدھر سے ایمان آیا۔ سرنگ بنی ہوئی ہے اُس کے دل میں قرار نہیں ہے ایمان کو۔ اسی لیے اُسے منافق کہا جاتا ہے۔ منافق بھی اندر سے کافر ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجیے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ، حالانکہ فرمانا یہ چاہیے تھا اِنَّهُمْ نَافَقُوْا بِاللّٰهِ کہ انھوں نے منافقت کی۔ نہیں کہ وہ اندر سے کافر ہی ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ اب اگر کوئی چودہ سو برس کے بعد عبداللہ بن اُبی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی وجہ سے آج مسلمان کہے تو سمجھ لو کہ اُس نے معاذ اللہ، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہا۔ وہ کافر ہو جائے گا۔

## تجلی و تاثیرِ نبوّت اور مقام و منصبِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور حضور علیہ السلام کے زمانہ کا کوئی ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی جس نے ایک منٹ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا، وہ ہمارے لیے سردار ہے۔ اگر ہمارے ماں باپ اور بزرگوں کو لمبی عمریں مل جائیں۔ ان کی نمازیں، نوافل، تلاوتِ قرآن اور تہجد قضا نہ ہو، ساری عمر وہ ایک بھی گناہ نہ کریں، تمام عمر وہ حج اور

عمرہ کرتے رہیں تو صحابہ کی ایک منٹ کی عبادت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ علماء نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن کوئی شخص ساری زندگی کی نیکیاں لے آئے گا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی زیارت کہاں سے لائے گا؟ یہ لفظ لکھے ہیں بزرگوں نے، فقہاء نے کہ صحابہ جب قیامت میں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھیں گے کہ تمھارے پاس کیا دولت ہے؟ وہ کہیں گے کہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا تھا اُس کی روشنی اور تجلّی ہم پر پڑی ہوئی ہے اور ہم کچھ نہیں جانتے۔ یہ سب سے بڑی دولت ہے۔ علماء اور اولیاء لکھتے ہیں کہ طویل ترین عمر ہو جائے کسی ولی کی، اس کی ہڈی پسلی سوکھ جائے عبادت کرتے کرتے، وہ سب کچھ لے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ راضی بھی ہو جائیں گے، جنت میں گھر بھی مل جائے گا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا نور اس کی آنکھوں میں کہاں سے آئے گا؟ وہ سوائے صحابہ کے کسی کو نصیب نہیں۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سب سے فضیلت بڑی یہ ہے کہ انھوں نے ایک بھی نفل نہ پڑھا ہو، ایمان لانے سے پہلے وہ ساری عمر کفر کرتے رہے ہوں۔ شراب اور بدکاری میں بھی اُن میں سے اگر کوئی مبتلا رہا ہو تو ہو، لیکن ایمان لانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی تجلّی پڑنے کے ساتھ ہی سب کفر، شرک اور نفاق بھسم ہو گیا، اُس تجلّی کا اثر اتنا ہے کہ پھر دل میں نہ منافقت باقی رہتی ہے، نہ شرک باقی رہتا ہے، نہ بدعت باقی رہتی ہے۔ تو میں نے گزارش کی کہ جیسے کسی کافر اور کسی منافق کو مسلمان کہنا کفر ہے، ایسے ہی کسی صحابی اور مسلمان کو کافر کہنا بھی کفر ہے۔ جیسے کافروں کے متعلق، ابوجہل کی پارٹی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ. (البقرہ:۶)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکر نہ کریں، زیادہ غم کھانے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ یہ مسلمان نہیں ہوں گے، باقی آپ کو حکم اس لیے دیا ہے کہ ڈیوٹی ہے۔ ڈیوٹی میں نتیجہ کوئی نکلے نہ نکلے جتنا وقت ہے ڈیوٹی کا، وہ حکم ہوتا ہے اس کام کو کرو، چاہے نتیجہ کچھ نکلے یا نہ۔ آپ کی ڈیوٹی ہے نبی ہونے کی حیثیت سے کہ چاہے کوئی نتیجہ نکلے یا نہ نکلے، آپ کام کرتے جائیں۔ باقی آپ کی تسلی کے لیے بتا دیتا ہوں کہ ابوجہل اور اس کی پارٹی مسلمان نہیں ہوگی۔ ابوجہل اس میں شامل تھا۔ یہ حضرت عمر ابنِ خطاب رضی اللہ عنہ کا رشتہ میں حقیقی ماموں ہے۔ اور اس میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نانا ''عتبہ'' شامل ہے۔ اس میں انھی کا رشتہ دار ''شیبہ'' شامل ہے۔ اسی میں کعبۃ اللہ کی کنجی جس خاندان کے پاس ہے۔ شیبہ وہ بھی شامل ہے۔ اس میں امیر معاویہ کا سگا بڑا ماموں ''حنظلہ'' وہ بھی شامل ہے، اس میں امیر معاویہ کی پھوپھی، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بہن، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی ''اُمّ جمیل حَمَّالَةَ الحَطَبِ'' بھی شامل ہے۔ یہ سب کفار تھے جنھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنا تنگ کیا ہے کہ دنیا میں کسی نبی کو بھی اتنا تنگ نہیں کیا گیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاللّٰہِ مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ، نبی کو قسم کھانے کی ضرورت نہیں، نبی کا تو وجود ہی قسم ہے۔ فرماتے

ہیں اللہ کی قسم! دنیا میں کسی نبی کو اللہ کے رستے میں اتنا تنگ نہیں کیا گیا جتنا مجھے تنگ کیا گیا ہے۔ نبی کو قسم کھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

## ابوجہل اور اس کی پارٹی کا انجام:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے غزوۂ بدر میں پیش گوئی آ گئی۔ کافر اپنے مورچوں میں تھے۔ حضور علیہ السلام ریت کے ٹیلے کے پاس تھے، تو کنویں کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے، اس کو ''قلیبِ بدر'' کہتے ہیں۔ بدر کا بے آباد کنواں۔ چھڑی ہاتھ میں تھی یا تلوار یا نیزہ، جگہ جگہ نشان لگاتے پھرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرماتے تھے شیبہ یہاں گرے گا، عتبہ یہاں گرے گا، ابوجہل یہاں گرے گا، اُمیّہ بن خلف یہاں گریگا، تم دیکھ لینا ان میں جہاں جہاں میں نے کہا ہے یہیں اُس کی موت ہوگی۔ چنانچہ غزوۂ بدر کا جب خاتمہ ہو گیا، صحابہ نے دیکھا کہ جس جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان لگایا تھا مکّہ کا ہر بڑا کافر وہیں مرا پڑا تھا۔ تو اللہ کی طرف سے ڈیوٹی تھی۔ وہ ڈیوٹی ادا ہو گئی۔

تو جس طرح کافروں کو مسلمان کہنا غلط ہے، منافقوں کو مسلمان کہنا کفر ہے، ایسے ہی اللہ کریم نے جن لوگوں کو مسلمان قرار دے دیا اُن میں سے ادنیٰ درجے کے ایک آدمی کو بھی یہ کہنا کہ ''یہ مسلمان نہیں تھا'' یا ''دشمنِ رسول تھا'' یا ''منافق'' تھا، یہ اللہ کو اور اس کے رسول کو معاذ اللہ جھوٹا کہنے کے برابر ہے، یہ بھی کفر ہے۔

## سیدنا معاویہ اور عمِّ رسول سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کا اسلام:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو تو پروردگارِ عالم نے تین چار سال دیے، حضور کی خدمت میں رہنے کے۔ آخری دو سال تو علانیہ ہیں اور روایات اکثر یہ ہیں کہ سن سات ہجری میں عمرہ ہوا، عمرۃ القضاء، اس موقع پر خفیہ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر مکّہ میں اسلام قبول کیا، ماں باپ راضی نہیں تھے۔ ابوسفیان اور بی بی ہندہ راضی نہیں تھیں۔ علماء نے لکھا ہے، میں اکثر بیان کرتا ہوں۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے بخاری کی شرح لکھی ہے ''فتح الباری'' انھوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اور اس میں مَیں لفظ بڑھایا کرتا ہوں کہ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔ کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کی وجہ سے انھوں نے ہجرت نہیں کی تھی۔ حالانکہ اُس دور میں ہجرت فرض تھی بلکہ نشانی تھی مومن اور مسلمان ہونے کی۔ جو آدمی ہجرت نہیں کرتا تھا، فتویٰ لگ جاتا تھا کہ یہ منافق اور بے ایمان ہے لیکن حضرت عباس کے متعلق اللہ کی مرضی تھی کہ یہ ہجرت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے جو کام لے رہے تھے وہ یہ تھا کہ وہ اپنے اخلاق سے، میل جول سے، محبت سے، پیار سے، معاملات سے، مکہ کے کافروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی تبلیغ کر رہے تھے۔ غزوۂ بدر کے بعد اُن کا اپنا دل پلٹ گیا۔ قلبی طور پر وہ مسلمانوں کے قریب ہو گئے۔ اندر سے وہ سمجھ گئے کہ میرا بھتیجا خالی بھتیجا نہیں، انھیں حاکم بننے کی توجہ نہیں، بادشاہت کا ان کو خیال نہیں،

یہ فی الواقع سچے ہیں۔لیکن مجبوری یہ تھی کہ مکہ کے سرداروں سے ابھی اُن کی طاقت زیادہ نہیں ہوئی تھی کہ وہ اُن کو منوا سکیں۔ تو ظاہر سے کافر رہے اور اندر سے مسلمان ہو گئے تو حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جیسا خفیہ اسلام قبول کیا، علماء نے لکھا ہے۔ویسے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خفیہ اسلام قبول کیا:

''عَلٰی مَا حکاہُ الواقدیُّ بَعدَ الْحُدَیْبِیَّۃِ وَ قَالَ غیرُہُ بل یومَ الحُدَیْبِیَّۃِ وَ کَتَمَ اِسْلَامَہُ عَنْ أَبِیْہِ وَ اُمِّہِ حَتّٰی أَظْھَرَہُ یَوْمَ الْفَتْحِ فَھُوَ فِیْ عُمْرَۃِ الْقَضِیَّۃِ الْمُتَأَخِّرَۃِ عَنِ الْحُدَیْبِیَّۃِ الْوَاقِعَۃِ سَنَۃَ سَبْعٍ قَبْلَ فَتْحِ مَکَّۃَ بِسَنَۃٍ کَانَ مُسْلِماً'' (تطہیر الجنان، ص:۷)

''واقدی کی روایت کے مطابق (امیر معاویہ کا اسلام) حدیبیہ کے بعد ہوا، اور اُس کے علاوہ دوسرے علماءِ سیرت و تاریخ کہتے ہیں بلکہ خود حدیبیہ کے دن وہ مسلمان ہوئے اور انھوں نے اپنے باپ اور ماں سے اپنا اسلام چھپائے رکھا حتّٰی کہ فتحِ مکہ کے دن اُسے ظاہر کیا، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۷ھ میں حدیبیہ کے بعد فتحِ مکّہ سے ایک سال پہلے ادا ہونے والے عمرۃ القضاء کے موقع پر مسلمان تھے اور عمرہ میں حضور علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ شریک تھے۔''

جیسا کہ میں کہتا ہوں عباس ابن عبدالمطلب نے۔انھوں نے غزوۂ بدر کے بعد اسلام خفیہ قبول کیا، ظاہر وہ بھی اُسی دن ہوئے فتحِ مکّہ کے دن اور سات ہجری میں امیر معاویہ نے خفیہ اسلام قبول کیا اور ظاہر وہ بھی فتح مکہ کے دن ہوئے۔اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں کے ساتھ آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے۔لوگوں نے یہ سمجھا اب مسلمان ہوا ہے۔وہ حجۃ الوداع سے تین سال پہلے خفیہ مسلمان تھے۔ان باتوں کو یاد رکھیں۔یہی باتیں قابل غور ہیں۔ یہی تاریخ ہے، یہی سیرت ہے۔

## فضائل و مناقبِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تاثر اور تمنا:

میں تو دعا کرتا ہوں اور میری یہ تمنا ہے کہ میرے جو ساتھی ہیں۔جو کچھ میں نے تیس برس میں حاصل کیا، بال سفید کیے اللہ کرے وہ ساری معلومات ان کو مل جائیں۔کیونکہ اللہ کا خزانہ تھوڑا نہیں۔آدمی کا خزانہ محدود ہوتا ہے۔مجھے اللہ تعالیٰ اس سے دوگنا چوگنا دے سکتے ہیں۔میں آپ کو بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ میں نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد سولہ برس صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خاطر سیرت کی کتابیں پڑھیں۔آپ یقین کریں، مجھے چین نہیں آتا تھا دن رات۔میں نے کہا یا قرآن سچا ہے یا یہودی سچے ہیں، یا حدیثِ رسول سچی ہے، یا رافضی سچے ہیں۔یہ ہو نہیں سکتا کہ ہو رسول کا دوست، اس کا رشتہ دار اور ہو منافق، یہ نہیں ہو سکتا۔پھر جو کتاب مل سکی ہے وہ پڑھی ہے۔میں بفضلہٖ تعالیٰ کسی سے متاثر نہیں ہوں۔ ماں باپ نے مجھے جو روٹی کھلائی اور استادوں نے مدرسہ میں جو پڑھایا، خدا کے فضل سے میری عقل میں اللہ نے اتنی قوت عطا کی کہ میں نے جو روٹی کھائی اس کے بدلے میں عربی پڑھی، میں نے دل میں یہ کہا کہ عربی کس دن کے لیے پڑھی ہے؟

اس کے بعد پھر کیا آڑھت کی دکان کھولنی ہے؟ یہ عربی اسی دن کے لیے پڑھی تھی کہ جو کتابیں پڑھنے کے قابل ہیں اب اُن کو خود پڑھو، پھر جو کتاب مل سکی ہے میں نے وہ چھوڑی نہیں۔ مکہ و مدینہ سے منگوائی۔ تاریخ کی نو بڑی کتابیں ہیں، اُن میں سے الحمدللہ سات دیکھ چکا ہوں۔ دو باقی ہیں وہ ملی نہیں۔ ایک پہلی صدی کی ہے، ایک پانچویں چھٹی صدی کی لیکن باقی جو اہم ترین کتابیں ہیں اسلام کی تاریخ کی، وہ ساری دیکھ چکا ہوں جو کچھ مجھے مل سکا وہ میں نے پڑھا۔ میں ایسے ہی نہیں بول رہا۔ اندھیرے میں بٹیر نہیں پکڑ رہا۔ اللہ کا فضل ہے، آنکھیں کھول کر دن کی روشنی میں مضبوط بنیادوں پر میرے ہاتھ پاؤں ہیں۔ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ. (میں خود بھی عقل و شہادت کی روشنی میں جادہ پیا ہوں اور میرے پیروکار بھی) جس کا جی چاہے مجھے پہاڑ کی چوٹی پر لے چلے، جنگل میں لے چلے، ان شاء اللہ جو یہاں کہتا ہوں، اس سے زیادہ ثبوت اور مضبوطی کے ساتھ وہاں بھی کہوں گا۔ جب لوگ گمراہی اور بدمعاشی میں پیچھے نہیں ہٹتے تو ہم کیوں ہٹیں، عقیدہ بھی سچا اور ہم پھر شکست مان لیں؟ الٹے بھاگیں، کمزوری دکھائیں، منافقت کریں، حیلے بازی کریں، تاویلیں کریں، ایسا کریں گے تو اللہ ناراض ہو جائے گا۔ اللہ ناراض ہو گیا تو پھر کون بچائے گا؟ قیامت کے دن اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جانا پڑا اور آپ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں تو پھر اللہ کے عذاب سے کون بچائے گا؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا فرما دیا کہ ''میرا کلمہ پڑھا تھا اور میرے یاروں کو گالیاں ملتی تھیں! تم بیٹھے سنتے رہے، تمھیں شرم نہیں آئی؟ اس کا کوئی جواب ہے کسی کے پاس؟ وہاں پر یہ کہو گے کہ جی ہم تو آپ کے داماد علی کی محبت میں لگے ہوئے تھے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی میرا داماد تھا اور معاویہ میرا سالا تھا، تم نے ان میں فرق کیوں کیا؟ اس کا جواب یہیں سے سوچ لینا چاہیے، صحابہ کا دشمن پیغمبر علیہ السلام کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا۔

## بدعقیدہ اُمّتی، نبی کے سامنے کیسے کھڑا ہو گا؟

آدمی اپنے باپ کی شرم کرتا ہے۔ پردیس میں ہو، ملازمت ہو، کاروبار ہو، وہاں جا کر عادات بدل جائیں، گھر میں نمازی تھا، نیک تھا، اچھے اخلاق تھے۔ پردیس میں گیا، سگریٹ شروع کیا، پھر شراب شروع کی، پھر بدکاری کے اڈے، سینما اور ڈانس ہال میں گیا، آوارہ گردی کی، سفید کتیا کے ساتھ وہاں لو میرج Love Marrige (یارانہ شادی) کی، اپنی بیوی کو چھوڑ دیا، منگیتر کو طلاق بھیج دی۔ اب جب لوٹنے کا وقت آیا تو دل میں سوچ پیدا ہوئی کہ اگر باپ سے آنکھیں چار ہوئیں تو کیا کروں گا؟ ماں کے سامنے گیا تو کیا جواب دوں گا؟ معصوم بہنیں سامنے آ گئیں تو کیا بولوں گا؟ تو جیسے ایک کمینہ رذیل انسان اپنے نفس کی بدمعاشیوں پر شرمندہ ہو کر تنہائی میں دنیا کے آدمیوں کو جواب دینے کے متعلق گھبراتا ہے۔ اس کو سوچ لینا چاہیے کہ قبر کی وہ گھاٹی جس میں پتا نہیں کتنے ہزار سال ہماری ہڈی پسلی گل جانے کے بعد ہم کو پڑے رہنا ہے، بولنے کا یارا نہیں ہو گا، ہلنے کی سکت نہیں ہو گی۔ کوئی دین دنیا کی ہمیں خبر نہیں ہو گی اُس گھاٹی سے اٹھنے کے بعد قیامت

کو جواب دینا ہوگا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو، اُس پسینے کو پونچھنے والا کہاں سے لائیں گے ہم؟ اس کی تیاری اب کرنی چاہیے۔ ڈھونڈیں، غور کریں، علماء سے پوچھیں کہ آپ لوگ کیوں ہمیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت نہیں سناتے؟ آپ کو روٹی کا ڈر ہے؟ روٹی تو آپ کو اتنی ملتی ہے کہ آپ سُکھا سُکھا کر بیچتے ہیں، دال اتنی بُس جاتی ہے کہ اگر محلّہ میں تقسیم کی جائے، دس آدمیوں کے گھر کا کھانا چل سکتا ہے، کس چیز کی کمی ہے آپ کو؟ عذاب کیا آگیا ہے؟ جو مولوی نہیں بولتے، اُن کو پکڑیے، جھنجھوڑیے کہ جب روٹی آتی ہے اللہ اور رسول کے نام پر تو پھر اس روٹی کو حلال کرو۔ روٹی تو حلال تبھی ہوگی کہ مار کھاؤ، گالیاں سنو، طعنے سنو، تو اللہ تمہیں عزت دے گا اور اگر دنیا کی عزت کے پیچھے بھاگو گے تو اللہ اور ذلیل کر دے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ''

''جو شخص اللہ کے لیے جھک جائے گا اللہ اُس کو اونچا کر دیں گے۔''

## عقیدہ ایثار وقربانی چاہتا ہے:

جو اللہ کے لیے عاجز ہو جائے گا، مسکین بن جائے گا، دنیا کی گالیاں سنے گا، دین کی خاطر ذلیل اور بدنام ہونے کے لیے تیار ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو اونچا کر دے گا۔ اس کو دنیا میں کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ ظاہری ذلّت آئے گی حقیقت میں اُس کا درجہ بلند ہو جائے گا۔ میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں اور یہ میرا بڑا بیٹا بیٹھا ہے۔ اس کا نام میں نے محمد معاویہ رکھا تو کئی کروڑ گالیاں میں نے سنیں۔ میں نے اللہ کے سامنے ایک ہی عرض کی کہ آپ تو جانتے ہیں میں نے کس نیت سے یہ نام رکھا ہے؟ آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سیکڑوں بستیوں میں معاویہ نام رکھے جا رہے ہیں۔ یہ بدعت نہیں، اس دور کی ایک دینی ضرورت ہے۔ صحابہ کا نام رکھنا دین کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے برابر ہے۔ میں نے کوئی اپنے باپ کے لیے تو حدیث نہیں پڑھی کہ میرے باپ کا نام رکھنا ضروری ہے، یا میں نے اپنے چچا کا نام نہیں لیا، میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کی خاطر یہ کیا اس لیے کہ لوگوں نے انھیں یہودیوں کے پروپیگنڈے کی وجہ سے بدنام کیا۔ جب تک ہم میں سے کوئی شخص صحابہ کے لیے قربانی نہیں دے گا، مار نہیں کھائے گا، گالیاں نہیں کھائے گا، کفارہ ادا نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلے اپنے آپ کو پیش کیا۔ اپنے گھر میں ہزاروں کی باتیں سنیں، گھر والوں کی باتیں سنیں، سُسرال والوں کی باتیں سنیں، میکے والوں کی باتیں سنیں، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث سب کی سنیں۔ شیعہ کی بھی گالیاں کھائیں، سب کچھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کھڑے رہنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ اس کا نتیجہ دیکھتا ہوں کہ غریبوں کے ہاں بچوں کے نام ''محمد معاویہ'' رکھے جا رہے ہیں۔ میں اگر چپ کر جاتا اور لوگوں کو تبلیغ کرتا کہ اپنے بچوں کا نام محمد معاویہ رکھو تو وہ کہتے تیرا بیٹا آسمان سے اُترا ہے؟ اُس کا نام کیوں نہیں رکھتا؟ ہمیں جوتیاں لگواتے ہو اور اپنے آپ کو بچاتے ہو۔ میں نے پہلے اپنے آپ کو جوتیاں کھانے کے لیے پیش کیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آدمی

جوتیاں کھانے کے لیے باہر آ گئے۔ جب تک ہمارے واعظ، ہمارے مبلغ، ہمارے مولانا صاحبان، ہمارے خطیب خود گالیاں کھانے کے لیے تیار نہیں ہوں گے، خود اپنے آپ کو دنیا میں اللہ کے دین کی خاطر عاجز اور ذلیل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے، اللہ انھیں عزت نہیں دے گا۔ آج اللہ کے فضل سے، آپ کی دعاؤں سے میری آنکھیں اونچی ہیں۔ میرے تعارف کی ضرورت نہیں جس جس بستی میں بچے کا نام محمد معاویہ رکھا جا رہا ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ جی بچے کا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا جی ’’محمد معاویہ‘‘ کہنے لگے! جی آپ کا ابوذر بخاری سے تو کوئی تعلق نہیں؟ انھوں نے کہا: ’’جی ہاں‘‘ کہنے لگے ہمیں پہلے ہی سے خطرہ تھا، یہ آواز وہیں سے آ رہی ہے۔ اللہ کے فضل سے گاڑی چل رہی ہے۔ درخواستیں لے کر لوگ کچہری اور میونسپل کمیٹی ملتان میں گئے۔ انھوں نے کہا ’’جی آپ کا نام‘‘ کہا ’’ابومعاویہ‘‘ اس نے قلم رکھ دیا، ایڈمنسٹریٹر کہنے لگا: آپ کا تعلق ابوذر بخاری سے ہے؟ انھوں نے کہا کہ جی آپ کو اس سے کیا بحث؟ کہنے لگا! میں آپ کے نام کی وجہ سے پوچھتا ہوں۔ کہنے لگے کہ جی ہاں ہے تو سہی۔ کہنے لگا میں تبھی سمجھا تھا کہ ایسا نام کوئی دوسرا نہیں رکھ سکتا۔ مجسٹریٹوں نے قلم رکھ دیے۔ یہ پچھلے سال کا واقعہ ہے، وہ منہ دیکھنے لگ گئے کہ ’’یہ نام کاغذات پر اور کچہری میں کیسے آ گیا ہے؟‘‘ بات کیا ہے؟ جب تک جرأت نہیں کی جائے گی دین کی خاطر مار کھانے کی، دشمن نہیں دوست بھی متاثر نہیں ہوں گے۔ اگر گھر میں قربانی کا جذبہ ہوگا تو آپ باہر کسی کو کہہ سکتے ہیں۔ باپ نماز نہ پڑھے اور بیٹے کو کہے اُٹھ تہجد پڑھ۔ رات کے ڈھائی بج گئے ہیں، فرشتے اتر رہے ہیں، اللہ کی رحمت پہلے آسمان پر آئی ہوئی ہے، وہ کہہ سکتا ہے کہ میرے لیے پہلے آسمان پر آئی، تمھارے لیے تو پھر چھت پر ہونی چاہیے۔ تم کیوں نہیں اٹھتے، تم تو لیٹے ہوئے خراٹے بھر رہے ہو اور مجھے کہہ رہے ہو کہ تہجد پڑھ۔ میں تو ایک نماز بھی نہیں پڑھوں گا، تم پہلے مجھے پانچ نمازیں پڑھ کر دکھاؤ تو پھر میں بھی تہجد کی کوشش کروں گا۔ ہمیشہ کسی سے عمل کرانے کے لیے پہلے اپنا عمل شرط ہے۔ اللہ کا بڑا کرم ہے۔ میں کوئی شے نہیں۔ اللہ کی مخلوق میں عاجز ترین گنہگار آدمی ہوں۔ مجھے قیامت تک کروڑوں سال کی عمر مل جائے تو میں اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اللہ نے مجھے اس چھوٹی سی نیکی کی توفیق بخشی اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشی۔

**اِس دور میں ذکر معاویہ وسیرتِ معاویہ اور اُن کے لیے ایصالِ ثواب بڑی عبادت اور جہاد ہے:**

میں تقریر نہیں کرنا چاہتا، میں تو صرف اس تقریب میں شریک اس لیے ہو گیا تا کہ آپ دوستوں اور بزرگوں میں اس تقریب کی اہمیت پیدا ہو۔ تکلیف کے باوجود آ گیا ہوں لیکن میری تکلیف کل سے کم ہے۔ واللہ اعلم کیا چیز ہے۔ میں نے دوا بھی کم کھائی ہے، غذا میں بھی بد پرہیزی کی ہے، اس کے باوجود اللہ نے پھر کرم کیا ہے۔ آپ کے سامنے بیٹھا ہوں۔ تو میں صرف اسی لیے آ گیا کہ میرا ایک ساتھی، (شاہد صدیق) میرا ایک عزیز، میں اس کو چھوٹا بھائی سمجھتا ہوں، بھتیجا بھی سمجھتا ہوں بہت کچھ سمجھتا ہوں اور سب سے بڑی بات ہے کہ دین کے تعلق کی وجہ سے یہ مجھے عزیز ہے۔ میرا اس کے سوا ان لوگوں سے کیا رشتہ ہے؟ انھوں نے دین کی وجہ سے میرے ساتھ محبت کی، مجھے ان کے ساتھ محبت ہے۔ میں نے سوچا